میں یہاں رہوں یا باہر، براہ کرم میری رہنمائی کریں کہ میں دین اسلام، اپنے خدا اور رسولؐ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کروں تاکہ عقیدہ مضبوط ہو۔ میں ایک عام مسلمان لڑکی ہوں۔ میری کوئی دینی تربیت نہیں ہوئی ہے۔ میں اپنے دین اور ملک کو اس لیے نہیں چاہتی کہ میری کوئی نظریاتی تربیت ہوئی ہے بلکہ اس لیے کہ باہر رہ کر اور خود دیکھ کر مجھے اس لادین معاشرہ سے نفرت ہو گئی ہے۔

آپ کو اللہ کی نافرمانی سے بچنے اور اپنے ایمان، مشرقیت اور پاکستان کو برقرار رکھنے اور اپنی بیٹی کی حفاظت و تربیت کی جو فکر ہے وہ اللہ کی آپ پر بہت بڑی مہربانی ہے۔ اس جذبے کی قدر کیجیے اور اسے کبھی نہ کم ہونے دیں نہ ضائع۔ جو اللہ کی طرف رخ کریں، اللہ نے ان کو اپنی طرف چلانے کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں آپ کے لیے بشارت ہے۔

اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا ہی آپ کا مقصد ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے جہاں عزم اور کوشش ضروری ہے، وہاں حکمت بھی ضروری ہے۔ ویسے دین کا راستہ بہت آسان ہے۔

پہلے، ایک اہم اصول آپ یہ سامنے رکھیں کہ جب دین کے مختلف تقاضوں کے درمیان موافقت نہ ہو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا بات دین میں زیادہ اہم ہے، کیا بات اللہ کو زیادہ پسند ہے، کس بات میں اس کی ناپسندیدگی کا زیادہ خطرہ ہے، کس بات میں ایمان و اسلام کے لیے خطرہ زیادہ اور حقیقی ہے، اور کس بات میں کم یا صرف اندیشہ ہے۔ پھر فیصلہ کرنا چاہیے کہ کس بات کو ترجیح دینا چاہیے۔

اب پہلی بات یہ ہے کہ ایک طرف آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ اللہ کی نافرمانی کی راہ پر نہ جائیں، اور اپنے ایمان و عمل کی حفاظت کریں۔ دوسری طرف یہ ذمہ داری بھی ہے --- جو اسی ذمہ داری کا حصہ ہے --- کہ آپ دوسروں کو، اور خاص طور پر اپنے شوہر اور بیٹی کو بھی، ایمان اور عمل صالح پر قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ یہ ان کا آپ پر پہلا حق ہے۔ اور یہ کام آپ، ارشاد الٰہی کے مطابق حکیمانہ اور خوبصورت طریقے سے کریں۔ تیسری طرف آپ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنے گھر کو آباد رکھیں، آپ پر آپ کے شوہر اور اولاد کے جو حقوق ہیں، وہ ادا کریں۔ گھر کا ٹوٹنا اللہ تعالیٰ کو اتنا ناپسند ہے کہ طلاق کو اس نے جائز چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور میاں بیوی میں تفریق کو شیطان کی سب سے بڑی فتح۔

ان ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر آپ غور کریں تو آپ کا دل خود ہی آپ کو بتائے گا کہ آپ اپنے شوہر اور بیٹی کو اس راہ پر چلانے میں کامیاب نہیں ہوئیں جو آپ کے نزدیک صحیح تھا۔ نہ صرف کامیاب نہیں ہوئیں، بلکہ اب آپ کے لیے اس کا موقع بھی نہیں، اس لیے کہ وہ الگ رہ رہے ہیں اور آپ الگ۔

دوسرے آپ گھریلو زندگی کو استوار رکھنے میں بھی کامیاب نہیں ہوئیں۔ تیسرے اب آپ شوہر اور بیٹی کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ شوہر تو آپ کے حقوق ادا کر رہے ہیں' جتنا وہ کر سکتے ہیں' نان نفقہ کی حد تک۔ باقی اگر نہیں کر رہے تو علیحدگی کی وجہ سے۔ لیکن آپ ان حقوق کو ادا نہیں کر پا رہی ہیں جو شوہر کو اپنی بیوی سے مطلوب ہوتے ہیں۔ نہ اب آپ اپنی بیٹی کی تربیت کر پا رہی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ سب کرنا بھی صحیح ہو۔ لیکن یہ سب کرنا ایسے ہی حالات میں صحیح ہو سکتا ہے جب ان میں سے کسی بات کو کرنے سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ بڑی نافرمانی ہوتی ہو' یا آپ کا ایمان ضائع ہونا تقریباً یقینی ہو۔ مثلاً اگر آپ کے شوہر آپ پر زبردستی کرتے ہوں کہ آپ بے حیائی اور عریانی اختیار کریں' ڈانس کریں' شراب پئیں' فحاشی کریں۔ لیکن آپ کے خط سے ایسا لگتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ' آپ کے بقول' آپ کی ہر خواہش مانتے ہیں' صرف خلیجی ریاست چھوڑ کر پاکستان میں رہنا انھیں کسی طور قبول نہیں۔ جس سوسائٹی میں وہ اٹھتے بیٹھتے ہیں' اس کا مجھے علم نہیں۔ لیکن وہاں کیا اور کس حد تک اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے' یہ دیکھنا ہو گا۔ اور یہ کہ کیا وہ آپ پر زبردستی کرتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ ضرور اس سوسائٹی میں جائیں؟ یہ بھی کہ اگر وہاں عریانی اور اختلاط ہو بھی' تو کیا آپ اپنے کو وہاں جانے کے باوجود ان چیزوں سے الگ تھلگ نہیں رکھ سکتیں؟ اور اگر آپ نہ جائیں تو کیا آپ کے شوہر آپ سے قطع تعلق کر لیں گے' ان سوالات کے صحیح جوابات آپ ہی دے سکتی ہیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ اگر میرا یہ احساس صحیح ہے تو میرے خیال میں آپ کو شوہر سے علیحدہ ہو کر پاکستان میں رہنے کے فیصلے پر نظرثانی کرنا چاہیے۔

دوسرے' آپ یہ غور کریں کہ آپ کا ایک بنیادی مقصد تو اپنی بیٹی کو غلط ماحول' اس کے مضر اثرات اور غلط راہوں پڑ جانے سے بچانا تھا۔ لیکن اب آپ کی بیٹی وہیں چلی گئی ہیں' اور آپ کا یہ مقصد پورا نہیں ہوا۔

تیسرے یہ کہ روٹھنا منا تو ازدواجی زندگی میں ایک تدبیر ہے اپنی بات منوانے کی۔ ایک دوسرے سے قریب ہونے کی۔ لیکن' جب آپ کے روٹھنے کے بعد بھی انھوں نے اپنا فیصلہ نہیں بدلا' ملنے بھی آئے' مال بھی دیا' لیکن کہہ دیا کہ آپ یہاں خوش رہیں' میں وہاں خوش ہوں' تو اس کے معنی یہ تھے کہ آپ کے روٹھنے کی حکمت عملی ناکام ہو گئی۔ اس سے نہ صرف اس بات کا امکان ختم ہو گیا کہ آپ کبھی ان کی اصلاح کر سکیں' بلکہ ان کا یہ کہنا آپ کی ازدواجی زندگی کے لیے خطرے کا سگنل تھا۔ یہ سگنل دیکھ کر تو آپ کو فوراً "باعزت طریقے سے من جانے" کی سبیل تلاش کرنا چاہیے تھی۔

چوتھے' آپ نے خود ہی محسوس کر لیا ہے کہ ایک عورت تنہا نہیں رہ سکتی' نہ اس کو رہنا چاہیے۔ یہ

خود آپ کے دین و ایمان کے لیے خطرہ ہو سکتا ہے۔ ایک خطرے سے بچ کر دوسرا خطرہ مول لینا دانش مندی کی بات نہیں۔ گھر، گاڑی، نوکر، خرچ کے علاوہ بھی آپ کو شوہر کی ضرورت ہے، اور شوہر کو آپ کی۔

پانچویں یہ کہ صرف خلیجی ریاست سے آکر پاکستان میں رہنا دین و ایمان کا کوئی تقاضا نہیں۔ میں مغربی ممالک میں ۱۰ سال رہا ہوں۔ اب بھی آتا رہتا ہوں۔ ہزاروں لوگوں سے واقف ہوں جو یہاں دین و ایمان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میرے علم کی حد تک ان خلیجی ریاستوں وغیرہ کی حالت تو یہاں سے بہتر ہے۔ کم سے کم پاکستان سے خراب تو نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ آپ اسی خلیجی ریاست میں پیدا ہو جاتیں۔ اب بھی وہاں تقریباً ۱۰۰ فی صد خواتین مسلمان ہی ہیں۔ جب شوہر کی طرف سے آپ پر بے راہ رو ہونے کا کوئی دباؤ نہیں، تو اب تو یہ آپ کا کام ہے کہ دین پر قائم رہیں اور یہ کسی بھی ماحول میں ممکن ہے۔ بلکہ اگر آپ کے شوہر بے راہ رو ہوتے تو آپ کی مزید ذمہ داری بنتی کہ آپ ان کے ساتھ رہیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ آخر فرعون کی بیوی، فرعون کے گھر میں بھی اپنا ایمان سلامت لے گئیں۔ حضرت نوحؑ کے گھر میں ان کی بیوی کافر رہی۔ قرآن مجید نے یہ مثالیں انھی باتوں کو سمجھانے کے لیے دی ہیں۔

اس لیے میری رائے میں تو آپ فوراً شوہر کے پاس جانے کی سبیل پیدا کریں۔ باعزت طور پر من کر، واپس آنے کا راستہ نکال سکیں تو بہت اچھا ہے۔ ورنہ صاف اپنی غلطی کا اعتراف کر کے واپس چلی جائیں کہ میں بہت الگ رہ لی، اب آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہاں، محبت اور نرمی سے، سودا بازی کے انداز میں نہیں، یہ واضح کر دیں کہ آپ اللہ اور رسولؐ کے احکام پر قائم رہیں گی۔ اس میں بھی آپ اصولی احکام اور جزئی و فروعی احکام میں فرق کریں۔ میں خط میں تفصیل تو بیان نہیں کر سکتا، لیکن آپ خود فیصلہ کر سکیں گی کہ کن امور کی خاطر ان کی ناراضگی مول لینا چاہیے یا ان سے دوری اختیار کرنا چاہیے، اور کن امور پر آپ ان کی اصلاح اور دل جیتنے کی نیت سے کچھ خلاف ورزی کر لیں گی تو امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مغفرت سے نوازے گا۔ لیکن اللہ اور رسولؐ کے واضح حکم ان امور کے دائرے میں نہیں آسکتے۔

آپ نے اسلام اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی مرضی کا علم حاصل کرنے کے لیے جس پیاس کا اظہار کیا ہے وہ بہت قابل تعریف ہے۔ اس مقصد کے لیے: (۱) قرآن سمجھ کر باقاعدہ پڑھیں۔ اور وقت ہو تو تفہیم القرآن ایک سلسلے سے پوری پڑھ لیں۔ (۲) دوسرے کچھ وقت قرآن کے وہ حصے جو آخرت و توحید سے متعلق ہیں مثلاً سورۃ یٰسین سے آخر قرآن تک --- ویسے ہی سمجھ کر رو رو کر پڑھیں۔ (۳) تیسرے حدیث و سیرت کا مطالعہ کثرت سے کریں۔ اس طرح کریں جیسے آپ حضورؐ کی مجلس میں ہیں۔ اس طرح آپ کو دین کے مزاج اور حکمت کا صحیح علم ہو گا۔ احادیث سے احکام کا استنباط نہ کریں۔ مطالعہ حدیث کے لیے "راہ عمل" مفید رہے گی۔ (۴) دینی کتب میں سے مولانا مودودیؒ کی (خاص طور پر خطبات، شہادت حق، رسائل و

مسائل اور دیگر)۔ اس کے علاوہ آپ کے اعزہ و اقربا بھی آپ کو بتا سکیں گے۔ کتابوں کی دکان کے چکر لگائیں، جو کتاب اچھی لگے وہ خرید لیں۔ لیکن شروع میں مصنف کے بارے میں کسی سے پوچھ لیں۔

علم سے زیادہ یقین کی ضرورت ہے، ذکر کی ضرورت ہے۔ دعائیں خوب مانگیں۔ اللہ کو خوب یاد رکھیں۔ خصوصاً اس بات کو کہ اس سے ملاقات کرنا ہے اور ہر کام اسی لیے کرنا ہے کہ اس ملاقات کے وقت رسوائی نہ ملے، سرخ روئی نصیب ہو۔

عمل میں ہر کام اللہ کی خوشنودی اور جنت کی خاطر کرنا سیکھیں۔ دوسرے، اللہ کی نافرمانی سے بچیں۔ تیسرے، کسی انسان کو اپنے سے ایذا نہ پہنچائیں۔ جتنی خدمت کر سکیں وہ کریں۔ انسانی تعلقات میں بگاڑ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بات زیادہ ناپسند نہیں۔ جس کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹنا، سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے۔ اور جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے جوڑنا، سب سے بڑی نیکیوں میں سے ہے۔

آپ کے حالات دیکھ کر دل بے چین ہوا کہ آپ کا جذبہ صحیح راہ لگ جائے۔ اسی لیے اپنی خرابی صحت کے باوجود اتنا طویل خط لکھ دیا۔ امید ہے آپ ان باتوں پر عمل کریں گی۔

(خرم مراد)

لٹریچر کا روزانہ کچھ نہ کچھ مطالعہ اپنی عادت بنائیے

رمضان کا مہینہ، روزہ نماز کا موسم ہے

روزہ، نماز کے فوائد سید مودودیؒ سے سمجھیے!

اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر

ایک دفعہ پھر تازہ کر لیجیے

ملک بھر کے تحریکی مکتبوں سے حاصل کیجیے

عطیہ اشتہار:

SEARS International

COMPUTERS, PRINTERS & MONITORS

58, First Floor, Hafeez Centre, Gulberg III, Lahore, Pakistan.

Tel: 92-42- 5752247 - 48 , Fax: 92-42-5752249

یہ حساب ضرور دینا ہے:

تم نے اپنا مال کہاں خرچ کیا؟

ہم جو شادی بیاہ پر' نام و نمود پر' آرام و آسائش پر'
کھلے دل' کھلے ہاتھ اور کھلی جیب سے خرچ کرتے ہیں

کبھی سوچا؟

اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت ہاتھ تنگ کیوں ہو جاتا ہے!
ضرور ہم روز حساب اپنی پیشی بھول جاتے ہیں۔

سارے عیش آخری آنے والی سانس تک ہیں
پھر تو آخرت کے عیش کے علاوہ کوئی عیش نہیں۔

اس عیش کی سب سے آسان ضمانت'

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور خوب خوب خرچ کرنا ہے۔

۱۵' ۲۰ فی صد کے منافع کے لیے' ہمارے پاس مال ہی مال ہے
اور ۷۰۰ گنا کے لیے؟ (ہمارے ایمان کو کیا ہو گیا ہے!)

رمضان کا مہینہ' خصوصی سرمایہ کاری کا مہینہ ہے'
اسے غفلت میں' آخری عشرے' آخری دن کے انتظار میں نہ گزار دیں۔
جتنا ممکن ہو سکے' انفاق فی سبیل اللہ کی مد میں جلد جمع کروا دیں'
اور روز حشر مصیبت کے وقت وصول کر لیں۔
اور دنیا میں بھی خیر و برکت کا مشاہدہ کریں۔

(بندہ خدا)